© rasailojaraid.com

شفقت رسول مرزا

کُہر سے لپٹا ہوا اک آئینہ

میں کہ ہوں دست وگریباں
گردشِ دوراں سے جو
میرے بال وپر کو اپنی تیز تلواروں کے ساتھ
کاٹتی ہے اس طرح
زندگی بھر نہ فلک پہ اُڑ سکوں
ہر قدم خاکِ زمیں کو چاٹتا
اس نشیبِ راہ کو اپنا ٹھکانہ جان لوں
خواہشوں کا دیو جبکہ
پی رہا ہے ہر گھڑی میرا لہو
اور میں آہ وفغاں کے زہر سے
ہوتا جاتا ہوں مسلسل ہی ضعیف وناتواں
شہر کے خستہ مکانوں کی طرح

جن کے سنگ وخشت سے جاتا نہیں
مشرق ومغرب کے طوفانوں کا ڈر
سوچتا ہوں، کل ہنر کے تخت پر بیٹھا تھا میں
مہر ووفا ونجم تھے میرے غلام
میرے تلوے چاٹتے تھے روز وشب
سر جھکاتی تھی بہارِ صبح وشام
آج میں ہوں گوشۂ ایام میں
کُہر سے لپٹا ہوا اک آئینہ
خود فریبی سے جو چکنا چور ہے
ظلمتِ شب میں بہت بے نور ہے
جس کی صورت سے زمیں نا آشنا
جس کی سیرت کا ہے شاکی آسماں

© rasailojaraid.com